Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION AND CULTURE(JICC)

Volume 3, Issue 1 (Jan-June, 2020)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/8
URL: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/94/90
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v3i01.94

Title	Religious review of Human Organs marketing, And donating status
Author (s):	Haris Ullah, Dr. Hafiz Zafar Hussain
Received on:	29 June, 2019
Accepted on:	29 May, 2020
Published on:	25 June, 2020
Citation:	Haris Ullah and Dr. Hafiz Zafar Hussain, "Construction: Religious review of Human Organs marketing, And donating status," JICC: 3 no, 1 (2020): 239-253
Publisher:	Al-Ahbab Turst Islamabad

Islamic Research Index HEC Approved Research and Indexing Agency
INTERNATIONAL Scientific Indexing
المنهل ALMANHAL
ASIAN Research Index
Crossref
Click here for more

اعضائے انسانی کی تجارت اور عطیہ کی شرعی حیثیت کا علمی و تحقیقی جائزہ

Religious review of Human Organs marketing, And donating status

حارث اللہ*

ڈاکٹر حافظ ظفر حسین**

Abstract

This paper reviews some standpoints, deep research material and learning keys about organs transplantation, their donation and their economic status in light of Islamic teachings according to Quran, Sunnah, and fiqh(Mazahib e Arba). As we know that Organs transplantation in not a 20th century novelty. Indeed, it was known in one form or another even in prehistoric times. Ancient Hindu surgeons described methods for repairing defects of the nose and ears using auto grafts from the neighboring skin, a technique that remains to the present day. Susruta Sanhita, an old Indian medical document written in 700 BC, described the procedure later emulated by the Italian Tagliacozzi in the 16th century, and by British surgeons working in India in the 17th and 18th centuries, Now we also have to learn that if organs transplantation is a method that save humans life then on another hand it may open a wide gateway towards the human kidnapping and their killing crimes, just for earning some money which strongly effect human morals and its society, so that's why Islam doesn't support organ transplantation and their donation in each and every case except in some rare conditions which are mentioned in this article.

Key words: Organ, Tissues, dignity, Treatment, Blood, Latin, Biology, Dictionary, Abnormal, heart, liver, stomach.

---

*پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

**اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

عربی زبان کی مشہور لغت "المعجم الوسیط" میں لکھا ہے:

العُضو : هو جزء من مجموع الجسد كاليد والرِجل.[1]

جسم میں سے کوئی بھی حصہ عضو کہلاتا ہے جیسے ہاتھ اور پاؤں۔

اسی طرح "مجتمع لازم تفهم(مدونة عربىة مصرىة)" کے مطابق:

العضو هو مجموعة من(الأنسجة) الموجودة في الكائن الحي و يكون له شكل و وظيفة محددة.[2]

کسی جاندار میں بافتوں کا مجموعہ عضو کہلاتا ہے جس کی خاص شکل اور کام ہوتا ہے۔

معروف انگریزی ڈکشنری "Biology Dictionary" کے مطابق:

An organ is a self-contained group of tissues that performs a specific function in the body. The heart, liver, and stomach are examples of organs in humans. The word organ comes from the Latin **organum**, which means "instrument".[3]

عضو بافتوں کا ایک خود ساختہ مجموعہ ہوتا ہے جو جسم میں ایک خاص کام سرانجام دیتا ہے، چنانچہ دل، جگر اور معدہ انسانی اعضاء کی چند مثالیں ہیں۔ نیز لفظ "آرگن" لاطینی لفظ "آرگنم" سے بنا ہے جس کے معنی "آلہ" کے ہیں۔

واضح رہے کہ عربی زبان میں اعضاء کی پیوندکاری کی تعبیر "زراعة الأعضاء" سے کی جاتی ہے جسے انگریزی زبان میں Organs Transplantation کے نام سے جانا جاتا ہے اعضاء کی پیوندکاری کی مجموعی تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

زراعة الأعضاء هو علاج حديث وهدفه تبديل الأعضاء أو الأنسجة المصابة بأعضاء، أجزاء من أعضاء أو أنسجة سليمة.[4]

اعضاء کی پیوندکاری ایک جدید (طریقۂ) علاج ہے جس کا مقصد متاثرہ اعضاء یا بافتوں کو اور اعضاء یعنی صحت منداعضاء کے حصوں یا بافتوں کے ساتھ تبدیل کرنا ہے۔

Organ transplantation is a modern treatment whose goal is to replace affected organs or tissues with parts of healthy organs or tissues .

شرعی تحقیق

اب ہم سب سے پہلے احکام القرآن کی روشنی میں اُن تمام تر قرآنی آیات کا جائزہ لیں گے جو بالواسطہ یا بِلاواسطہ موضوعِ بحث ہوں، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

{وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ}[5]

اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی۔[6]

And I will command them, whereby they shall alter the creations of Allah.[7]

اس کی تفسیر بارے امام ابو بکر جصاص حنفیؒ (المتوفی-370ھ) لکھتے ہیں:

وقوله ولآمرنهم فليغيرن خلق الله فإنه روي فيه ثلاثة أوجه أحدها عن ابن عباس رواية إبراهيم ومجاهدو الحسن والضحاك والسدي ولآمرنهم فليغيرن خلق الله ولآمرنهم فليغيرن خلق الله دين الله بتحريم الحلال وتحليل الحرام ويشهد له قوله تعالى لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم والثاني ما روي عن أنس وابن عباس رواية شهر بن حوشب وعكرمة وأبي صالح أنه الخصاء والثالث ما روي عن عبد الله والحسن أنه الوشم.[8]

اور اللہ تعالیٰ کا قول" ولآمرنهم فليغيرن خلق الله "اس میں تین توجیہات منقول ہیں: پہلی توجیہ یہ کہ: اس تبدیلی سے دین کی تبدیلی مراد ہے یعنی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا جیسا کہ ابن عباسؓ سے بروایتِ ابراہیم ، مجاہد، حسن، ضحاک اور سدی رحمهم الله منقول ہے، اور اس پر دلیل ارشادِ باری تعالیٰ" لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم (الروم: ٣٠)" ہے دوسری توجیہ یہ کہ: اس تبدیلی سے مراد خصاء یعنی خصی کرنا مراد ہے جیسا کہ انسؓ اور ابن عباسؓ سے بروایتِ شہر بن حوشب وعکرمہ اور ابی صالح رحمهم الله منقول ہے، اور تیسری توجیہ یہ کہ: اس تبدیلی سے مراد وشم یعنی گودوانا(مثلا: سوئی وغیرہ کسی آلہ کے ذریعہ جسم کے مختلف اعضاء پر مختلف قسم کی شکلوں کو دائمی طور پر نقش کرنا) مراد ہے۔

اسی طرح امام ابن عربی مالکیؒ (المتوفی-543ھ) نے بھی اس آیت کے ذیل میں یہی کچھ تفسیر نقل کی ہے ہاں آپؒ نے اپنی تفسیر میں چند مستثنیات کا ذکر کیا ہے جو از روئے شرع تغيير خلق الله کے زمرے میں سے خارج ہیں:

المسألة الثالثة: ثبت «أن النبي – صلى الله عليه وسلم – كان يسم الغنم في آذانها»،وكأن هذا مستثنى من تغيير خلق الله.المسألة الرابعة: «كان النبي – صلى الله عليه وسلم – يقلد الهدي ويشعره أي يشق جلده، ويقلده نعلين، ويساق إلى مكة نسكا»؛ وهذا مستثنى من تغيير خلق الله.[9]

اس کا خلاصہ یہ کہ: حضور ﷺ سے دو باتیں ثابت شدہ ہیں:

1- جانور کو داغ دینا(علاج وغیرہ کی غرض سے)،

2- حاجی کا ہدی(یعنی قربانی کے جانور) کو پہچان کی غرض سے زخمی کرنا۔

اب مذکورہ بالا تفسیر کے نتیجے میں دو باتیں سامنے آتی ہیں:

1- اعضاء کی پیوندکاری تغییرخلق الله کے زمرے میں آتی ہے یا

2- اعضاء کی پیوندکاری تغییرخلق الله کے زمرے میں نہیں آتی ہے

لہذا اگر یہ اس زمرے میں داخل ہے تب تو جیسا کہ اوپر ان کا حکم معلوم ہوا وہی حکم اس کا بھی ہوگا، لیکن اگر یہ اس زمرے سے خارج ہے جو کہ واقعةً ایسا ہی ہے کیوں کہ اس کی تعریف کے تحت گزر چکا کہ اعضاء کی پیوند کاری ایک نیا طریقۂ علاج ہے چنانچہ اب اس بات کی ضرورت درپیش ہے کہ آیا اس علاج کے لیے قرآن وسنت میں دلالةً یا اشارةً کوئی ایسی نص موجود ہے جو کہ اس مسئلہ کے شرعی حل کی طرف مشیر ہو چنانچہ اس بارے ہمیں چند آیات ملتی ہیں:

{وَلَقَدْ كَرَّمْنا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْناهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْناهُمْ مِنَ الطَّيِّباتِ وَفَضَّلْناهُمْ عَلى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنا تَفْضِيلاً}[10]

اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر۔[11]

And We bestowed dignity on the children of ‘Adam and provided them with rides on the land and in the sea, and provided them the variety of good things and made them much superior to many of those whom we have created.[12]

اس کی تفسیر بارے امام ابو بکر جصاص حنفیؒ (المتوفی-370ھ) لکھتے ہیں:

أطلق ذلك على الجنس وفيهم الكافر أطلق ذلك على الجنس وفيهم الكافر.[13]

اس (یعنی خلقی شرافت) کا اطلاق جنسِ انسان پر ہوتا جس میں کافر بھی داخل ہے۔

آیت کی تفسیر بارے علامہ قرطبیؒ (المتوفی-671ھ) نے کافی بسط سے تفسیر لکھی ہے یہاں پر آپؒ کی تفسیر میں سے ایک جامع نکتہ شامل کیا جاتا ہے چنانچہ آپؒ نے علامہ ابن جریر طبریؒ (المتوفی-310ھ) کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

وقال محمد بن جرير الطبري: بتسليطهم على سائر الخلق، وتسخير سائر الخلق لهم.[14]

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر سے فضیلت بخشی ہے اس کو تمام مخلوقات پر مسلط کرنے اور ان تمام کو اِس کے تابع کرنے کی بناء پر۔

اب اگر اس بناء پر جائزہ لیا جائے تو اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ دراصل انسان ہی کل کائنات کا دلہا اور خالقِ کائنات کی قدرت کا بہترین مظہر ہے چنانچہ اب اگر اس افضل واشرف مخلوق کی زندگی کو کسی قسم کی ضرورت درپیش ہو تو وہ اپنی اس ضرورت کو خالقِ کائنات کی بقیہ تمام تر مخلوقات سے پوری کر سکتا اور جب کہ منفعت کا ذکر عام ہے لہذا عموم تو نفع کی تمام تر صورتوں کو محیط اور ان کا متقاضی ہے لیکن پھر بھی ہم از راہِ احتیاط

جائزہ لیتے ہیں کہ اس میں کہیں کوئی صورت موردِ اعتراض تو نہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

{ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَما أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَما أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلا عَادٍ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ}[15]

اس نے تم پر یہی حرام کیا ہے مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں بیشک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان۔[16]

He has only prohibited for you carrion, blood, the flesh of swine and that upon which a name of someone other than Allah' has been invoked. Then, whoever is compelled by necessity, neither seeking pleasure nor transgressing, there is no sin on him. Verily, Allah is Most-Forgiving, Very-Merciful.[17]

اب یہاں سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حالتِ اضطرار میں انسان کو میتہ، خون اور خنزیر تک بھی کھانے کی اجازت ہے یہاں یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ محرمات کا یہ استعمال صرف اور صرف بنا بر ضرورت کے ہو، نہ کہ خواہشات کی تسکین و تکمیل کے خاطر، لہذا اعضا کی پیوند کاری بھی اگر بنا بر ضرورت کے ہو اور حالتِ مخمصہ میں اس کے استعمال کی اجازت دی جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا اور کیوں ہو جب کہ قرآن نے بوقتِ ضرورت جان بچانے کی غرض سے کلمۂ کفر پڑھنے تک کی رخصت بھی دی چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

{مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذابٌ عَظِيمٌ}[18]

جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لانے کے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر ولیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے۔[19]

Whoever rejects his faith in Allah after having believed in Him – not the one who is compelled (to utter a word of disbelief) under duress while his heart is at peace with Faith, but the one who has laid his breast wide open for disbelief – upon such people is the wrath of Allah, and for them there is a heavy punishment.[20]

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا کہ یہ طریقۂ علاج نیا ہے لہذا بعض اطباء کے دعوی کے مطابق دراصل یہ علاج سولویں صدی عیسوی کا ہے،[21] لیکن اب اس روایت کا بھی تحقیقی جائزہ لیتے ہیں کہ جس کے تحت اعضا کی پیوند کاری سے متعلق کچھ نہ کچھ راہنمائی ملتی ہے، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے:

حدثنا موسى بن إسماعيل، ومحمد بن عبد الله الخزاعي، المعنى، قالا: حدثنا أبو الأشهب، عن عبد الرحمن بن طرفة، أن جده عرفجة بن أسعد، «قطع أنفه يوم الكلاب، فاتخذ أنفا من ورق، فأنتن عليه، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم، فاتخذ أنفا من ذهب».[22]

یعنی عرفجہؓ کی ناک جنگ کلاب کے دن کٹ گئی پھر انہوں نے چاندی کی ناک لگالی لیکن وہ بدبودار ہوگئی، پس رسول اللہ ﷺ نے اُسے حکم دیا، تو اُنہوں سونے کی ناک بنوالی۔

اب اگر اس روایت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دراصل رسول اللہ ﷺ نے اِن صحابیؓ کو بطور مشورہ أنفع (بہت زیادہ فائدہ مند) طریق علاج کو اختیار کرنے کو کہا، اگرچہ سونے کا استعمال مردوں کے لیے بالاتفاق حرام ہے لیکن آپ ﷺ نے اس کی حالتِ ضرورت کا اندازہ لگاتے ہوئے علاج کی اس قسم کو اختیار کرنے کا حکم دیا، نیز یہاں سے ایک استحسان یعنی قیاسِ خفی کا بھی راستہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ حالتِ اضطرار میں أنفع صورتِ علاج ہی کو اختیار کرنا جائز ہی نہیں بلکہ مطلوب بھی ہے، چنانچہ اعضاء کی پیوندکاری بارے بھی یہی کچھ سننے اور دیکھنے کو ملتا ہے، لیکن ذیل میں اعضاء کی پیوندکاری سے متعلقہ چند مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے:

1- کیا انسانی وغیر انسانی ہر دو قسم کے اجزاء واعضاء سے منفعت اُٹھانا اور ان کی پیوندکاری جائز ہے؟

3- کیا اعضاء کی پیوندکاری کا حکم حالتِ اضطرار وعام حالت میں برابر ہے؟

4- کیا انسان اعضاء کو ہبہ کر سکتا ہے یا پھر ان کے ہدیہ کرنے کی وصیت کر سکتا ہے؟

5- کیا اعضائے انسانی کی بغرض علاج خرید وفروخت جائز ہے؟

اب اِن تمام تر سوالات کا جائزہ مذاہب اربعہ کی روشنی میں کیا جاتا ہے، لیکن ان مسائل کے حل کی طرف بڑھنے سے پہلے **ضرورت**، **حاجت** اور **منفعت** کا جاننا نہایت ضروری ہے چنانچہ علامہ احمد بن محمد حمویؒ (المتوفی: 1098ھ) لکھتے ہیں:

الضرورة بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك إذا قاربه، وهذا يبيح تناول الحرام،و **الحاجة** كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة وهذا لا يبيح الحرام و**المنفعة** كالذي يشتهي خبز البر.[23]

ضرورت کی تعریف یہ ہے کہ اگر ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو ہلاک یا قریب الموت ہو جائے، لہذا ایسی حالت میں حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ (واضح رہے کہ یہی صورت اضطرار کی ہے) اسی طرح **حاجت** کی تعریف یہ ہے کہ اگر ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو ہلاک تو نہ ہو لیکن انتہائی مشقت وتکلیف میں واقع ہو جیسا کہ

بھوکا، لہذا ایسی حالت میں حرام چیز کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوتا۔ (واضح رہے کہ یہ صورت حالتِ اضطرار کے علاوہ ہے) جب کہ **منفعت** کی تعریف یہ ہے کہ ایسی چیز کہ جسے وہ چاہتا ہو، (یعنی اس کے استعمال سے اس کو فائدہ تو پہنچے مگر نہ ہونے کی صورت میں اُسے سخت تکلیف یا ہلاکت کا اندیشہ نہیں ہوتا) جیسا کہ گندم کی روٹی۔

حکمِ انتفاع و پیوند کاری در مذاہب اربعہ

چنانچہ علامہ علاؤالدین کاسانی حنفیؒ (578ھ) اپنی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں لکھتے ہیں:

ولا يرخص مباشرة المحرم إلا لضرورة... ولو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الأولى بالإجماع وكذا يكره أن يعيد تلك السن الساقطة مكانها عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله ولكن يأخذ سن شاة ذكية فيشدها مكانها.[24]

اور حرام (شئی) کا استعمال جائز نہیں مگر بوقتِ ضرورت کے... چنانچہ اگر کسی کا دانت گر جائے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کی جگہ کسی مرے ہوئے انسان کا دانت لگالے اور یہ بات اجماع سے ثابت ہے اور امام طرفین کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں کہ اس جگہ اپنے اس گرے ہوئے دانت کو واپس لگالے، البتہ اس جگہ پر مذبوح بکری کا دانت رکھ سکتا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصری حنفیؒ (970ھ) اپنی کتاب "البحرالرائق شرح کنزالدقائق" میں لکھتے ہیں:

كل إهاب دبغ جاز استعماله شرعا إلا جلد الخنزير لنجاسة عينه وجلد الآدمي لكرامته.[25]

کہ ہر چمڑے کی جب دباغت کرلی جائے تو شرعًا اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے، ماسوائے خنزیر کے چمڑے کے کیونکہ وہ نجس العین ہے اور انسان کے چمڑے کے کیونکہ وہ مکرم (عزت مند) ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین حنفیؒ (1252ھ) لکھتے ہیں:

وقيل: إن جلد الآدمي إذا دبغ طهر، لكن لا يجوز الانتفاع به كسائر أجزائه.[26]

اور کہا گیا کہ اگر انسان کے چمڑے کی دباغت کی جائے تب پاک ہو جائے، لیکن پھر بھی اس سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں جیسا کہ اس کے بقیہ تمام اجزاء سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں۔

جبکہ فقۂ حنفی کے مشہور و معروف فتاویٰ عالمگیریہ المعروف بفتاوائے ہندیہ میں آتا ہے:

وقال محمد – رحمه الله تعالى – ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو بعير أو فرس أو غيره من الدواب إلا عظم الخنزير والآدمي فإنه يكره التداوي بهما فقد جوز التداوي بعظم

ما سوى الخنزير والآدمي من الحيوانات مطلقا من غير فصل بينما إذا كان الحيوان ذكيا أو ميتا وبينما إذا كان العظم رطبا أو يابسا... والانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز قيل للنجاسة وقيل للكرامة هو الصحيح كذا في جواهر الأخلاطي.[27]

اور امام محمدؒ نے کہا کہ: ہڈی کے ذریعہ سے علاج کرنا جبکہ وہ ہڈی بکری، گائے، اونٹ، گھوڑے یا اس کے علاوہ کسی چوپائے کی ہو مگر یہ کہ خنزیر یا انسان کی ہڈی ہو تو ان کے ذریعے علاج کرنا مکروہ ہے، پس بیشک خنزیر اور انسان کی ہڈی کے علاوہ بقیہ حیوانات کی ہڈیوں کے ذریعے علاج کرنا جائز ہے چاہے جانور ذبح کیا گیا ہو یا پھر ویسے ہی کے مر گیا ہو نیز ہڈی چاہے تازہ ہو یا خشک... اور اسی طرح انسان کے اجزاء سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں یا تو نجاست کی وجہ سے یا کرامت (عزت وبزرگی) کی وجہ سے جو کہ درست قول ہے، جواهرالأخلاطی[28] میں یہی کچھ لکھا ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں آگے چل کر اسی باب میں آتا ہے:

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه.[29]

یعنی مریض کے لیے بغرض علاج خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کا کھانا جائز ہے، جبکہ ماہر مسلمان معالج (حکیم یا ڈاکٹر وغیرہ) کی یہ رائے ہو کہ اس سے ہی صحت آئے گی، نیز اس کے متبادل اور کوئی حلال دوا بھی موجود نہ ہو۔

اسی طرح انسانی اعضاء کی بیع وشراء بارے صاحبِ ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی حنفیؒ (593ھ) کہتے ہیں:

قال: "ولا يجوز بيع شعور الإنسان ولا الانتفاع بها" لأن الآدمي مكرم لا مبتذل فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهانا ومبتذلا.[30]

یعنی انسانی بالوں کا بیچنا اور ان سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں، کیونکہ انسان مکرم (عزت مند) ہے نہ کہ مبتذل (یعنی اسی شئ نہیں کہ جس کو بقیہ اشیاء کی مانند استعمال کیا جاتا ہو)، چنانچہ انسان کے کسی بھی جزء کی اہانت وابتذال جائز نہیں۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین حنفیؒ (1252ھ) لکھتے ہیں:

والآدمي مكرم شرعا وإن كان كافرا فإيراد العقد عليه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلال له.[31]

اور انسا ن چونکہ شرعاً مکرم (عزت مند) ہے اس لیے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس کی خرید وفروخت، ابتذال (استعمال) اور اس کے ساتھ جمادات سا معاملہ کرنا اس کی اہانت کے مترادف ہے۔

نیز حنفیؒ کے نزدیک ہبہ اور وصیت کی صحت کے لیے موہوب اور موصی بہ کا مملوک ہونا ضروری ہے،[32] لہذا کسی بھی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے اعضاء و اجزاء کو ہبہ کر دے یا پھر بعد از موت ان کو ہدیہ کرنے کی وصیت کر دے، کیونکہ ہر انسان کے پاس اس کے تمام تر اعضاء و اجزاء اللہ تبارک و تعالی کی دی ہوئی امانت ہے۔[33]

مالکیہؒ میں سے علامہ محمد خرشی مالکیؒ (1101ھ) لکھتے ہیں:

ومثله جلد الآدمي لكرامته.[34]

چنانچہ اسی بارے علامہ محمد دسوقی مالکیؒ (1230ھ) مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(قوله: وكذا جلد الآدمي) أي مثل جلد الخنزير في كونه لا يرخص فيه مطلقا جلد الآدمي فلا يجوز الانتفاع بكل منهما بعد الدبغ.[35]

یعنی انسان کے چمڑے کا حکم بھی خنزیر کی طرح ہے یعنی دباغت کے بعد جیسا کہ خنزیر کے چمڑے سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا (نجس) ہونے کی وجہ سے اسی طرح انسان کے چمڑے سے بھی فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا (مکرم و معزز) ہونے کی وجہ سے۔

شافعیہؒ میں سے علامہ محی الدین نووی شافعیؒ (676ھ) لکھتے ہیں:

وان اضطر ولم يجد شيئا فهل يجوز له أن يقطع شيئا من بدنه ويأكله فيه وجهان (قال) أبو إسحق يجوز لانه احياء نفس بعضو فجاز كما يجوز أن يقطع عضوا إذا وقعت فيه الآكلة لاحياء نفسه.[36]

یعنی حالتِ اضطرار میں انسان اپنے آپ کو بچانے کی خاطر خود اپنے بدن میں سے کوئی حصہ کاٹ کر بھی کھا سکتا ہے۔

اسی طرح حنبلیہؒ میں سے علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلیؒ (620ھ) لکھتے ہیں:

وسبب الإباحة الحاجة إلى حفظ النفس عن الهلاك؛ لكون هذه المصلحة أعظم من مصلحة اجتناب النجاسات، والصيانة عن تناول المستخبثات.[37]

یعنی حالتِ اضطرار میں ناپاک اور مردار اشیاء کے استعمال کا مباح ہونا دراصل اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کی مصلحت کی بناء پر ہے جو کہ ایک بڑی مصلحت ہے۔

حالیہ دور کے ایک عظیم فقیہ علامہ یوسف قرضاوی نے اسے مسئلہ بارے اپنی رائے کا اظہار کچھ یوں کیا:

"قطر میں کسی نے مجھ سے دریافت کیا کہ وہ بچے جو پیدائشی طور پر ناقص الجسم (Abnormal) پیدا ہوتے ہیں اور جن کے زیادہ دنوں تک زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں ہوتی ہے کیا ان کے بعض اعضاء کو نکال کر ان

بچوں کو عطا کیا جا سکتا ہے جنہیں ان اعضاء کی سخت ضرورت ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ کام نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔ میرے اس فتوے پر لوگوں نے عمل کیا اور اللہ کا شکر ہے کہ اس کی وجہ سے بہت سارے بچوں کو نئی زندگی مل گئی، البتہ اگر مرنے والا مرنے سے قبل اپنے کسی عضو کے عطیہ سے منع کر جائے تو ایسی صورت میں وارثین اس کے اس عضو کا عطیہ نہیں دے سکتے، اسی طرح حکومت کے لیے بھی جائز ہے کہ حادثات میں پائی جانے والی لاوارث لاشوں کے اعضاء کو نکال کر محفوظ کر لے تا کہ بہ وقت ضرورت حاجت مند مریضوں میں ان اعضاء کی پیوند کاری کی جا سکے۔ بشرط یہ کہ اس بات کا یقین کر لیا جائے کہ یہ لاش لاوارث ہے۔"[38]

نتائج وسفارشات

مذکورہ بالا تمام تر تفصیل کی روشنی میں چند باتیں واضح طور پر دیکھنے کو ملیں:

۱- انسان کے علاوہ بقیہ تمام تر حیوانات کے اجزاء و اعضاء کو بہر صورت چاہے حالت اضطراری ہو یا غیر اضطراری ان سے ہر قسم کا فائدہ اُٹھانا جائز ہے۔

۲- جمہور علماء متقدمین و متأخرین کے نزدیک انسان چونکہ مکرم و معزز اور غیر مبتذل ہے لہذا اس کے اعضاء سے چاہے زندہ ہو یا میت کسی بھی صورت کسی بھی قسم کا فائدہ اُٹھانا جائز نہیں۔ جبکہ بعض معاصرین علماء کی رائے یہ ہے کہ حالتِ اضطرار میں اعضائے انسانی کی پیوند کاری نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ موجب اجر و ثواب ہے، راقم کی رائے یہ ہے کہ اس مسئلہ میں مبتلی بہ کی رائے کو اعتبار ہے۔ والله أعلم بالصواب وعلمه أتم وأحكم

۳- ویسے تو تمام تر حیوانات کے اعضاء و اجزاء سے چاہے حالت اضطراری ہو یا غیر اضطراری فائدہ اُٹھانا جائز ہے، لیکن انسانی اعضاء و اجزاء بارے گزشتہ بالا اختلاف کی بناء پر حالتِ اضطرار بارے عدم استعمال کا قول کرنا اور عدم جواز کی کوئی حتمی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہو گا، بہتر یہی ہے کہ عالم اسلام کہ اکثر محققین علماء اس بارے از سرے نو غور و فکر کریں اور باقاعدہ ایک تحقیقی کمیٹی کی تشکیل دی جائے جس میں نہ صرف محققین علماء اور اطباء بلکہ اس مسئلہ سے متعلق ہر قسم کے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معتبر لوگوں کی آراء کو بھی سامنے رکھا جائے اور کوئی حتمی شرعی آئین سازی کی جائے۔

نوٹ: اس نوعیت کا ایک مفید و مثمر سمینار جامعہ ہمدرد نئی دہلی میں ۸ تا ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء منعقد ہوا تھا جس میں مسلم اُمہ کو درپیش کئی مسئلوں کے حل کی خاطر مختلف مکاتب فکر کے علماء نے شرکت کی تھی جس میں "اعضاء کی پیوند کاری" بارے بھی فیصلے کیے گیے تھے۔[39]

۴-بناء بر اختلاف، گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء کے نزدیک انسان اپنے کسی بھی عضو کو ہبہ یا اس کو عطیہ کرنے کی وصیت نہیں کر سکتا کیونکہ اس کو دیا ہوا بدن اور مال سب کچھ امانتِ خداوندی ہے، اس کی اپنی ذاتی ملک نہیں۔

۵-جہاں تک انسانی اجزاء واعضاء کی خرید وفروخت بارے مسئلہ ہے، تو اس بارے کسی کی بھی دو رائے نہیں بلکہ سب ہی کا اسی پر اتفاق ہے کہ انسانی اجزاء واعضاء کی خرید وفروخت کسی بھی صورت جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نوعِ انسانی کی نسل کشی کے مترادف ہے اور کئی مغربی ممالک میں اس کا مشاہدہ دیکھنے میں آیا ہے، کیونکہ اس صورت میں خصوصًا بچوں کو صرف دامِ چند کے حصول کی خاطر اغواء کرکے بیچا جاتا ہے جو کہ سراسر ظلم وبربریت ہے، ہاں اگر کسی کو انسانی خون کی اشد ضرورت ہے اور نہ ملنے کی صورت میں انسانی جان کا ضیاع ہو رہا ہے تب ایسی صورت میں اس کو خریدا جا سکتا ہے لیکن بیچنے والا گناہ گار ہوگا۔

کتابیات

1- القرآن الكريم

2- إبراهيم مصطفى وأحمد الزيات وحامد عبد القادر ومحمد النجار، المعجم الوسيط، دار الدعوة، تحقيق- مجمع اللغة العربية

3- الجصاص، أبو بكر، أحمد بن علي الحنفي (المتوفى-370ھ)، أحكام القرآن، المحقق- محمد صادق القمحاوي - عضو لجنة مراجعة المصاحف بالأزهر الشريف ، دار إحياء التراث العربي- بيروت، 1405ه-

4- إبن العربي، القاضي، الاشبيلي ، محمد بن عبد الله أبي بكر بن العربي المعافري المالكي (المتوفى: 543ه-)، أحكام القرآن، راجع أصوله وخرج أحاديثه وعلّق عليه: محمد عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة، 1424ه-- 2003 م

5- أبو عبد الله، محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671ه-)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة، الطبعة: الثانية، 1384ه-- 1964م

6- أبو جعفر، الطبري، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، (المتوفى: 310ه-)، تفسير الطبري= جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة : الأولى، 1422ه-- 2001م

7- أبو داود ، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275ه-)، سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا– بيروت

8- أبو العباس، أحمد بن محمد مكي، شهاب الدين الحسيني الحموي الحنفي (المتوفى: 1098هـ)، غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1405هـ-1985م

9- علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406هـ-1986م

10- زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، وفي آخره: تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علي الطوري الحنفي القادري (ت بعد 1138 هـ) وبالحاشية: منحة الخالق لابن عابدين الناشر: دار الكتاب الإسلامي.

11- ابن عابدين محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ)، رد المحتار على الدر المختار، الناشر: دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ-1992م

12- لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي، الفتاوى الهندية، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الثانية، 1310ه

13- محمد بن عبد الله الخرشي المالكي أبو عبد الله (المتوفى: 1101هـ)، شرح مختصر خليل للخرشي، الناشر: دار الفكر للطباعة-بيروت

14- محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي المالكي (المتوفى: 1230هـ)، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، الناشر: دار الفكر

15- أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) المجموع شرح المهذب (مع تكملة السبكي والمطيعي)، الناشر: دار الفكر

16- أبو محمد، موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (المتوفى: 620هـ)، المغني لابن قدامة، الناشر: مكتبة القاهرة

17- مجاہد الاسلام قاسمیؒ، اہم فقہی فیصلے، ادارۃ القرآن، اردو بازار کراچی

18- https://www.lazemtefham.com/2015/03/blog-post_18.html

19- https://biologydictionary.net/organ/

20- https://www.webteb.com/surgery/treatment/زراعة-الاعضاء

21- https://ar.wikipedia.org/wiki

22- http://k-tb.com/manuscrit/48269

23- https://urdufatwa.com/view/1/23943

حواشی و مصادر

References

1. Ibrahim Mustafa , al mua'jam al wasit, darul dawa, 2/607
2. www.Lazemtefham.com
3. www.Biologydictionary.net

4. www.webteb,com
5. Al Nisa:119
6. Translation by Moalana Mehmood al Hasan
7. Translator Mufti Taqi Usmani DB
8. A habas,Abubakar Ahmad bin Ali, azw lajna marajia' al masahif, dar ahya al Turath al Arabi, Beirut, 1405h,
9. Ibn al Arabi, al Qazi, ahkam al Quran, darul kutbub al ilmia, Beirut, 2003, v1, pp. 630
10. Al Isra: 70
11. Translation by Moalana Mehmood al Hasan
12. Translator Mufti Taqi Usmani DB
13. Al Habas, Ahkam al quran
14. Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad, al Jamia' li ahkam al Quran, darul kutub al misrai, 1964, v10, pp. 294
15. Al Baqar: 173
16. Translation by Moalana Mehmood al Hasan
17. Translator Mufti Taqi Usmani DB
18. Al Nahal: 106
19. Translation by Moalana Mehmood al Hasan
20. Translator Mufti Taqi Usmani DB
21. www.wikipedia.org
22. Abu Dawood, Suliman bin al Aa'shas, Sunan abi Dawood, al maktaba al a'saria, Beirut, v4, pp92, hadith no 4232
23. Abu al Abbas, Ghamaz Uyoon al basair fi sharah al ashbah, dar al kutub al ilmia, 1405h, v1, pp 277
24. Ala Uddin Abubakar, badaia' al sanaia' fi tartib al sharaia', dar al kutub al ilmia, Beirut, 1406h, v5, pp. 132
25. Zain Uddin bin Ibrahim, al bahar a raqaiq sharh kanz al daqaiq, dar al kitab al Islami, Beirut, v1, pp. 105
26. Ibn Abidin, radul Mukhtar ala duril mukhtar, darul fikar, Beirut, 1992, v1,pp. 204
27. Lajna Ulema nar nasa nizamuddin, al fatawa al hindia, darul fikar, Beirut, 1310h, v5, pp. 354
28. Al akhati, Ibrahim bn Abibakar bin Muhammad, jawahir al akhati, Manchester, UK
29. Lajna Ulema nar nasa nizamuddin, al fatawa al hindia, darul fikar, Beirut, 1310h, v5, pp. 354
30. Abu al hasan Ali bin Abibakar, al hidaya fi sharah al bidaya, dar ahya al turath al Arabi, Beirut, v3, pp.46
31. Ibn Abidin, radul Mukhtar ala duril mukhtar, darul fikar, Beirut, 1992, v5,pp.58

32. Lajna Ulema nar nasa nizamuddin, al fatawa al hindia, darul fikar, Beirut, 1310h, v5, pp. 354
33. Al Hajj:5
34. Muhammad bin Abdullah al kharshi, Sharah mukhtasar Khalil, darul fikar, Beirut, v1, pp. 90
35. Muhammad bin Ahmad al dasoqi, hashia al dasoqi al sharah al kabir, darul Fikar, Beirut, v1, pp. 54
36. Abu Zakaria, Muhiuddin, al jamooa' sharah al mazhab, darul fikar, v0, pp. 49
37. Abu Muhammad Mowfiq uddin, al Mughni li ibn e qadama, maktaba al Qahira, v9, pp. 416
38. www.urdufatwa.com
39. Mujahid al Islam Qasmi, aham fiqhi faisle, idara al Quran, Urdu bazar Karachi, pp. 12